(گوشہ سیرت صحابہؓ)

مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی
استاذ جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

شہید قرآن حضرت عثمانؓ

(سیرت اور فضائل ومناقب روایات کی روشنی میں)

ترمذی شریف میں روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے غزوہ تبوک کے لئے ساز وسامان اور اسباب مہیا کرنے کے لئے صحابہ کرامؓ کو ترغیب دی۔ اس غزوہ میں چونکہ سینکڑوں میل دور کا سفر درپیش تھا' گرمی کا موسم بھی تھا اور وقت کی سپر پاور قیصرِ روم سے مقابلہ تھا۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو زیادہ سے زیادہ خرچ کرنے کی تشویق دلائی۔

غزوہ تبوک میں ہزار اونٹوں کا نذرانہ اور رسول ﷺ کا ارشاد: اس موقع پر حضرت عثمانؓ نے اٹھ کر فرمایا: یارسول الله علیّ مائة بعیر باحلاسها واقتابها فی سبیل الله. اللہ کی راہ میں کام آنے کے لئے سو اونٹ مع ساز وسامان کے اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو دوبارہ تحریص وترغیب دی۔ اس پر حضرت عثمانؓ دوبارہ جوش اور جذبے میں اٹھ کر کہتے ہیں کہ میں مزید دوسو اونٹ مع ساز وسامان کے پیش کرتا ہوں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سہ بارہ اپیل فرمائی تو حضرت عثمانؓ نے کہا کہ میں تین سو اونٹوں کا نذرانہ پیش کرتا ہوں۔ اس حدیث کے راوی حضرت عبدالرحمٰن بن خبابؓ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول کریم ﷺ منبر سے اترتے جاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ما علی عثمان ما عمل بعد هذه ' ما علی عثمان ما عمل بعد هذه "اس عمل کے بعد اب عثمان جو بھی کریں ان کو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ اس عمل کے بعد اب عثمان جو بھی کریں ان کو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔"

چونکہ یہ زمانہ سخت تنگی اور عسرت کا تھا' سفر بھی دور دراز کا تھا اور زادِ راہ کی کمی بھی درپیش تھی۔ اس لئے اس لشکر کو "جیش العسرۃ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

امام نوویؒ تہذیب میں لکھتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے اس موقع پر ساڑھے نو سو اونٹ پیش کئے تھے اور پھر ہزار کا ہدف پورا کرنے کے لئے اس کے ساتھ پچاس گھوڑے بھی ملا دیئے۔

ہزار دینار کا ایثار: عبدالرحمٰن بن سمرۃؓ سے امام احمدؒ نے اپنی کتاب میں روایت نقل کی ہے: کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس وقت حاضر تھا جب حضرت عثمانؓ جیش عسرت کے لئے ایک ہزار دینار اپنے کرتے کی آستین میں

بھر کر نبی کریم ﷺ کے پاس لائے اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنی گود میں بکھیر دیا اور ان دیناروں کو اپنی گود میں الٹ پلٹ کر فرماتے ہیں کہ ما ضر عثمان ماعمل بعد الیوم مرتین ۔ آج کے اس مالی ایثار کے بعد اگر عثمانؓ سے کوئی بھی عمل سرزد ہو جائے تو ان کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ اور یہ الفاظ آپ ﷺ نے دومرتبہ ارشاد فرمائے۔

اس حدیث سے حضرت عثمانؓ کے بلند مقام اور عظیم مرتبے کا امت کے سامنے اظہار کرنا ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد ''میں عثمان سے راضی ہوں'': اسی غزوہ کے موقع پر دوران سفر جب غذائی اجناس ختم ہوگئیں اور فاقہ و ابتلاء کی نوبت آئی تو حضرت عثمانؓ نے لشکر کی ضرورت اور حالات کے مطابق سامان خورد و نوش مہیا فرمایا۔ رسول اقدس ﷺ نے خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اللہ جل جلالہ سے دعا فرمائی کہ ''اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی عثمان سے راضی ہوجا'' اور یہ دعائیہ جملہ رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ دہرایا۔ اور ساتھ صحابہ کو بھی فرمایا کہ تم بھی عثمان کے حق میں دعا کرو۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت عثمانؓ کی سفارت: ۶ھ کو رسول اللہ ﷺ ۱۴۰۰ سو صحابہ کے ہمراہ عمرہ کی ادائیگی کی غرض سے مکہ روانہ ہوئے اور حدیبیہ کے مقام پر ان کو روک دیا گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو اپنا نمائندہ اور سفیر بنا کر قریش مکہ سے مذاکرات کے لئے بھجوایا۔ صحابہ کی ایک بڑی جماعت میں حضرت عثمانؓ کا سفارت کے لئے انتخاب یہ ان کی فضیلت اور منقبت کے لئے بین دلیل ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر اسی واقعہ میں آگے چل کر جب یہ افواہ پھیل گئی کہ حضرت عثمانؓ کو کفارِ مکہ نے قتل کر دیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان تمام صحابہ کو جمع کر کے ان سے بیعت علی الجہاد لی' اس بیعت کا ظاہری سبب خونِ عثمان کا بدلہ ہی لینا تھا۔ اس سے رسول اللہ ﷺ کی نظر میں حضرت عثمانؓ کا مقام واضح اور کھل کر سامنے آتا ہے۔

بیعت رضوان اور نبی کریم ﷺ کا اپنے دست مبارک کو عثمانؓ کا ہاتھ قرار دینا: یہ بیعت رضوان کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔ اس موقع پر حضرت عثمانؓ موجود نہیں تھے۔ شاید رسول اللہ ﷺ کو بذریعہ وحی انکے زندہ سلامت ہونے کی اطلاع ہوئی۔ حضرت انسؓ ترمذی شریف میں روایت نقل کرتے ہیں فقال رسول اللہ ان عثمان فی حاجة اللہ و حاجة رسولہ فضرب باحدیٰ یدیہ علی الاخری فکانت ید رسول اللہ ﷺ لعثمان خیرا من ایدیھم لانفسھم ۔

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عثمانؓ اللہ کے دین اور اللہ کے رسول کے کام پر گئے ہوئے ہیں' اس لئے آپ ﷺ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا' پس رسول کریم ﷺ کا وہ ہاتھ جو حضرت عثمانؓ کی طرف سے تھا باقی تمام صحابہ کے ان ہاتھوں سے کہیں افضل و بہتر تھا جو ان کی اپنی طرف سے تھے۔''

رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں میں سے ایک ہاتھ کو حضرت عثمانؓ کے ہاتھ کے قائم مقام کیا اور حضرت

عثمانؓ کی طرف سے بیعت کی۔ تو اس طرح حضرت عثمانؓ کو یہ خصوصی فضیلت حاصل ہوئی کہ آنحضرت ﷺ کے دست مبارک ان کے ہاتھ کا قائم مقام ہوا۔ اور اسی بنیاد پر وہ سب لوگوں سے افضل واشرف ٹھہرے۔ تو ان کا غیر موجود ہونا ان کی فضیلت کا سبب بن گیا۔

بیت اللہ کا طواف اپنے کعبہ وقبلہ کے بغیر گوارا نہیں: قریش سے مذاکرات کرنے کے بعد قریش اور اہل مکہ نے حضرت عثمانؓ کو خانہ کعبہ کے طواف کرنے کی پیشکش کی۔ کون سا مسلمان ہوگا جس کے دل میں خانہ کعبہ کے طواف کرنے کی تڑپ اور حجرِ اسود کو چومنے کی تمنا اور مقامِ ابراہیم پر دو رکعت پڑھنے کی آرزو اور صفا ومروہ کی سعی کرنے کا شوق نہ ہو۔ لیکن حضرت عثمانؓ کا حضور اقدس ﷺ سے عشق ومحبت اور اطاعت کا ایسا پکا رشتہ تھا کہ وہ طواف کعبہ اپنے محبوب سردارِ کونین ﷺ کے بغیر گوارا نہیں کرتے۔ گویا حضرت عثمانؓ نے اپنے عمل سے ظاہر کر دیا کہ کعبہ کا طواف جسکے کہنے سے عبادت ٹھہری اس کی صحبت ومعیت کے بغیر ہمیں یہ قبول نہیں۔ ادھر قریش مکہ اور حضرت عثمانؓ کے درمیان یہی باتیں ہو رہی تھیں اور ادھر حدیبیہ کے مقام پر اصحابِ رسول ﷺ نے حضور اقدس ﷺ کی مجلس میں کہا: **طوبیٰ لعثمان قد طاف بالبیت وسعی من الصفاء والمروۃ واحل قال رسول اللہ ما کان لیفعل** ''عثمان کو خانہ کعبہ کا طواف مبارک ہو'' اس پر رسول اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ''اگر عثمان طویل زمانے تک مکہ میں رہیں تو بھی وہ طواف نہیں کرینگے جب تک کہ میں طواف نہ کروں''

یہ حضرت عثمانؓ کے عشق وحبِ نبوی ﷺ کا عظیم مظاہرہ ہے۔

قرابت ورشتہ رسولؐ: اسلام میں فضیلت کا معیار حسب ونسب نہیں۔ قرآن مجید نے اس کی نفی کی اور معیارِ فضیلت تقویٰ قرار دیا۔ تاہم جزوی طور پر حضور اقدس ﷺ کا رشتہ وقرابت فضیلت اور شرف کی بنیاد ہوسکتا ہے۔

حضرت عثمانؓ کا نسب اپنے والد کی طرف سے پانچویں پشت میں رسول اقدس ﷺ سے جاملتا ہے۔ نسب یہ ہے:

حضرت عثمان بن عفان بن العاص بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف' یہاں پر جا کر نسب یکجا ہو جاتا ہے۔

والدہ ماجدہ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نسب میں کوئی واسطہ نہیں۔ اور وہ یوں کہ حضرت عثمانؓ کی والدہ اروی رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی ام الحکیم بیضاء کی بیٹی تھیں۔ یوں آپؓ کی والدہ حضرت عبدالمطلب کی نواسی ہوئیں اور حضرت عثمانؓ رسول اللہ ﷺ کے خواہرزادے (بھانجے) ہوئے۔

حضور ﷺ کے ساتھ دامادی کا دوہرا رشتہ: حضرت عثمانؓ رسول اقدس ﷺ کے دوہرے داماد بھی ہیں۔ یہ وہ فضیلت ہے جو تخلیق آدم علیہ السلام سے حضور اقدس ﷺ تک کسی فرد واحد کو حاصل نہیں۔ یعنی کسی نبی کی دو بیٹیاں کسی ایک شخص کے عقد میں نہیں آئیں اور نہ قیامت تک یہ شرف اب کسی کو حاصل ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرتِ رقیہؓ کا نکاح ہجرت سے قبل آپؓ سے ہوا۔ ہجرت کے بعد غزوہ بدر کے موقع پر حضرت رقیہؓ سخت بیمار تھیں۔

رسول اقدس ﷺ کے حکم پر ان کی تیمارداری کیلئے حضرت عثمانؓ گھر پر رُکے اور غزوہ بدر میں شریک نہ ہوئے۔ تاہم رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو بدریین میں نہ صرف شمار کیا بلکہ مال غنیمت سے بھی نوازا۔ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر روایت نقل کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو فرمایا: **ان لک اجر رجل ممن شهد بدراً وسهمه** "آپ کیلئے بدر میں شریک آدمی کی طرح اجر ہے اور مال غنیمت میں بھی برابر کا حق ہے۔"

حضرت رقیہؓ کا غزوہ بدر کے متصل انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی دوسری صاحبزادی "ام کلثومؓ" کو آپؓ کے عقدِ زوجیت میں عنایت فرمائی۔ آپؓ کے "ذوالنورین" لقب کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی "دونورِعین" آپ کے عقد میں دی تھیں۔

عرش بریں پر عثمانؓ کا نکاح: سنن ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت عثمانؓ سے مسجد کے دروازے میں ملے اور فرمایا: **یا عثمان هذه جبریل أخبرنی ان الله قد زوجک ام کلثوم بمثل صداق رقیة علی مثلِ صحبتها** "اے عثمان یہ جبریل ہیں، جس نے مجھے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے ام کلثومؓ کو تمہارے نکاح میں دیا، رقیہؓ کے مہر پر اس شرط سے کہ ان کو بھی تم اس خوبی سے رکھو جیسے اُن کو رکھتے تھے۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ام کلثومؓ سے آپؓ کا نکاح آسمان پر پہلے اور زمین پر بعد میں ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ دو نکاح عرش بریں پر اللہ تعالیٰ نے پڑھائے۔ ایک حضور ﷺ اور حضرت زینبؓ کا۔ جس کا ذکر قرآن میں "وزوجناکھا" سے آیا، اور دوسرا حضرت عثمانؓ اور ام کلثومؓ کا۔

مشابہت رسول اقدس ﷺ اور جمال وخوبصورتی: ابن عدیؒ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے ام کلثومؓ کا عقد حضرت عثمانؓ سے کیا تو یہ ارشاد فرمایا: **بعلک اشبه الناس بجدک ابراهیم وابیک محمد** "تیرا شوہر تیرے دادا ابراہیم علیہ السلام اور تیرے بابا محمد مصطفیٰ سے سب سے زیادہ مشابہ ہے" اس روایت سے حضرت عثمانؓ کی جمال وخوبصورتی اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ مشابہت کا حددرجہ اظہار ہوتا ہے۔

ابن عساکرؒ نے عبداللہ بن حزم المازنیؒ سے حضرت عثمان کی خوبصورتی کے بارے میں روایت کی ہے: **فما رایت قط ذکراً ولا انثیٰ احسن وجهاً منه** "میں نے کبھی اُن جیسا خوبصورت کسی مرد وعورت کو نہیں دیکھا"

۹ھ حضرت کلثومؓ بھی اللہ کو پیاری ہوئیں تو حضرت عثمانؓ انتہائی غم اور ملال میں ڈوبے تھے۔ اس پر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: **لو ان لی اربعین بنتاً لزوجت عثمان واحدةً بعد واحدةٍ.**

"اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے حضرت عثمان کے نکاح میں دیتا۔"

اس سے نبی کریم ﷺ کا حضرت عثمانؓ سے خوش، راضی اور مطمئن ہونے کا اندازہ ہوتا ہے۔ اور یہ اگر ایک طرف نبی کریم ﷺ کے اعتماد کی دلیل ہے تو دوسری طرف عثمان کے اعلیٰ حسن اخلاق وسلوک کا مظہر بھی ہے۔

صاحبُ الهجرتین: ہجرت ایک بہت بڑا عظیم عمل ہے۔ حضرت عثمانؓ نے دو مرتبہ ہجرت کی سعادت حاصل کی۔ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں میں سب سے اسبق و اول عثمانؓ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **والذی نفسی بیدہ انه اول من هاجر بعد ابراهیم و لوط** ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے حضرت ابراہیم اور حضرت لوط علیہما السلام کے بعد حضرت عثمانؓ اور رقیہؓ پہلا جوڑا ہے جو ہجرت کرنے والا ہے۔ رسول اقدس ﷺ نے جب اللہ کے حکم سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو آپؓ نے دوبارہ دوسری مرتبہ مدینہ شریفہ کی طرف ہجرت کی۔

مسلمانوں کیلئے بیئر رومہ کی خریداری اور وقف کرنا: ہجرت کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں مسلمانوں کو جو سب سے بڑا مسئلہ درپیش ہوا وہ میٹھے پانی کا تھا۔ مدینہ میں میٹھے پانی کا ایک ہی کنواں تھا جس کا نام ''رومۃ'' تھا وہ ایک یہودی کی ملکیت تھی۔ مسلمانوں کو اس سے پانی بھرنے میں کافی دقت کا سامنا ہوتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **من یشتری بئر رومة یجعل دلوه مع دلاء للمسلمین بخیر له منها فی الجنة** ''کون شخص ہے جو رومۃ کے کنویں کو خریدے اور اپنے ڈول کو مسلمانوں کا ڈول بنادے اور اس نیکی کے بدلے میں جنت اس کو ملے گی''

حضرت عثمانؓ نے اس کنویں کو ایک لاکھ درہم میں خریدنے کے بعد مسلمانوں کے لئے وقف کردیا۔

جنت میں رسول ﷺ کی رفاقت: ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ **لکلّ نبیّ رفیق فی الجنة و رفیقی فیها عثمان بن عفّان** ''جنت میں ہر نبی کا ایک رفیق ہوگا' عثمان میرے رفیق ہیں۔ وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا''

مسجد نبوی ﷺ کی توسیع کے لئے زمین خریدنا: مدینہ منورہ میں جب مسجد نبوی میں نمازیوں کی تعداد کی زیادتی کے سبب مسجد تنگ پڑنے لگی تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا: **من یشتری بقعة ال فلان فیزیدها فی المسجد بخیر له منها فی الجنة** ''کون شخص ہے جو فلاں شخص کی اولاد کی زمین خریدے اور اس کے ذریعہ مسجد کی توسیع کردے اس نیکی اور بہتر اجر کے بدلے میں جو اس کو زمین کے سبب جنت میں ملے گا'' حضرت عثمان غنیؓ نے رسول اقدس ﷺ کی خواہش کے مطابق اس زمین کو بیس یا پچیس ہزار درہم کے عوض خرید کر مسجد نبوی میں شامل کرنے کیلئے وقف کردیا۔

وہ جن سے ملائکہ شرمائیں: ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیریؒ اپنی کتاب مسلم شریف میں حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ''ایک دن رسول کریم ﷺ اپنے گھر میں اپنی رانیں یا پنڈلیاں کھولے ہوئے لیٹے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حاضری کی اجازت چاہی تو آپؐ نے انہیں اندر بلالیا اور اسی حالت میں لیٹے رہے' پھر حضرت عمرؓ نے حاضری کی اجازت چاہی تو آپؐ نے انہیں بھی اندر بلالیا اور اسی حالت میں لیٹے رہے۔ رسول اللہ ﷺ ان سے باتیں کررہے تھے کہ حضرت عثمانؓ نے حاضری کی اجازت چاہی تو رسول کریم ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑوں کو درست

کرلیا یعنی رانیں یا پنڈلیاں ڈھک لیں۔ جب یہ حضرات حضور کریم ﷺ کی خدمت سے واپس چلے گئے تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اندر آئے تو آپ نے کوئی جنبش نہ کی اور نہ ان کی پرواہ کی مگر جب حضرت عثمان داخل ہوئے تو آپ فوراً اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست فرمالئے۔ یہ کیوں؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **الا أستحيي من رجل يستحيي منه الملائكة وفي رواية قال ان عثمان رجل حيي واني خشيت ان اذنت له على تلك الحالة ان لا يبلغ الي في حاجته.**

''کیا میں اس شخص سے حیاء نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں' اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ'' حقیقت یہ ہے کہ عثمان بہت حیاء دار آدمی ہیں' میں نے محسوس کیا کہ اگر میں نے عثمان کو اسی حالت میں بلالیا تو وہ مجھ سے اپنا مقصد پورا کئے بغیر غلبہ ادب اور شرم وحیا سے میرے پاس نہیں بیٹھیں گے اور واپس چلے جائیں گے۔'' یہ ارشاد گرامی حضرت عثمانؓ کی فضیلت کو ظاہر کرتا ہے۔ حیاء فرشتوں کی اعلیٰ صفت ہے جو مذکورہ الفاظ کے ذریعے حضرت عثمان میں ثابت کی گئی۔ آپؐ کے رفقاء اور صحابہ میں جو شخص جس صفت کا زیادہ حامل ہوتا آپؐ اسے اسی صفت اور خصلت کی رعایت کے ساتھ اس کے ساتھ سلوک فرماتے۔

احمد مجتبیٰ ﷺ کا خلفائے ثلاثہؓ کو جنت کی بشارت: بخاری اور مسلم شریف کی متفق علیہ حدیث ہے۔ سعید بن المسیبؒ روایت کرتے ہیں کہ'' ابوموسیٰ اشعریؓ نے ان کو بتایا کہ ایک روز وہ اپنے مکان سے نکلے تو سوچا کہ آج کا دن کیوں نہ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہوں۔ یہ سوچ کر وہ مسجد گئے اور رسول اللہ ﷺ کے متعلق لوگوں سے پوچھا۔ تو لوگوں نے بتایا کہ آپ ﷺ فلاں جانب تشریف لے گئے۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں کہ میں اسی سمت چلا اور چلتے چلتے ''بئر اریس'' پہنچ گیا۔ بئر اریس ایک احاطہ میں تھا' میں اس کے دروازے کے قریب بیٹھ گیا اور رسول اللہ ﷺ کنویں میں پاؤں لٹکائے ہوئے وہاں تشریف فرما تھے۔ میں قریب پہنچا' سلام کیا۔ اور پھر دروازہ کے قریب آکر بیٹھ گیا۔ میرا دل چاہا کہ میں اسی طرح آپ ﷺ کا دربان بن کر بیٹھا رہوں۔ اتنے میں کسی نے آکر دروازہ پر دستک دی۔ میں نے اندر سے پوچھا: کون ہے؟ جواب ملا: ابوبکرؓ۔ میں نے انہیں ٹھہرنے کے لئے کہا اور اٹھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور عرض کیا کہ ابوبکرؓ حاضر ہونے کی اجازت چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں آنے کی اجازت دو اور جنت کی بشارت بھی۔ چنانچہ میں نے ابوبکرؓ کے پاس جاکر ان سے کہا کہ چلئے رسول اللہ ﷺ نے آپ کو جنت کی خوشخبری دی ہے۔ ابوبکرؓ اندر آئے اور آپ کو سلام کرنے کے بعد آپ ہی کی طرح آپ کے دائیں طرف کنویں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد میں پھر دروازے کی طرف آگیا۔ میں (گھر سے نکلتے وقت) اپنے بھائی کو وضو کرتا چھوڑ آیا تھا' مجھے خیال آیا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس کے حق میں بھی خیر کو مقدر فرمایا تو وہ بھی ضرور آجائے گا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر کسی کی دوبارہ دستک ہوئی۔ میں نے پوچھا کہ کون ہے؟ جواب ملا: عمر۔ میں پھر انہیں ٹھہرا کر آپ ﷺ کے پاس آگیا

اور عرض کیا کہ عمرؓ حاضری کی اجازت چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں بلالو اور جنت کی بشارت بھی دو۔ چنانچہ میں ان کے پاس گیا اور کہا کہ چلئے رسول اللہ ﷺ نے آپ کو جنت کی خوشخبری دی ہے۔ چنانچہ عمرؓ بھی اندر آئے اور آپ ﷺ کو سلام کرنے کے بعد ابوبکرؓ کی طرح آپ ﷺ کے بائیں جانب کنویں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ اور میں پھر دروازے کی طرف لوٹ آیا اور دل میں سوچنے لگا کہ اگر میرے بھائی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بھلائی منظور ہوگی تو اس کو لائے گا۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ دروازے پر پھر دستک ہوئی۔ میں نے پوچھا کہ کون ہے؟ جواب ملا عثمانؓ۔ چنانچہ میں ایک بار پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ عثمان حاضری کی اجازت چاہتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ''انہیں بھی بلالو اور جنت کی خوشخبری بھی دے دو البتہ ان پر ایک مصیبت آئیگی۔'' چنانچہ میں نے عثمانؓ سے جا کر وہی کہہ دیا جو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا۔ عثمانؓ اندر آئے اور آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے۔ شریکؒ سعیدؒ کے حوالے سے کہتے ہیں کہ میں ان کی اس انداز کی نشست سے ان کے مقابر کی تاویل کرتا ہوں۔ یعنی رسول اللہ ﷺ اور شیخینؓ کی قبریں اکٹھی ہوں گی اور حضرت عثمانؓ کی الگ (جنت البقیع میں) سامنے ہوگی۔

شرف کتابت وحی: حضرت عثمانؓ کو اللہ تعالیٰ نے شرف کتابت وحی (قرآن) سے بھی نوازا تھا۔ نبی کریم ﷺ پر جب کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ ﷺ اپنے اصحاب میں سے کسی لکھنے والے کو حکم دیتے' وہ لکھ لیتا۔ حضرت عائشہؓ سے کنز العمال میں ایک روایت نقل کی گئی ہے کہ ''ایک دفعہ رات کے وقت وحی نازل ہوئی۔ اس وقت عثمانؓ بھی موجود تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں لکھنے کا حکم دیا تو آپؓ نے تعمیلِ ارشاد کی۔''

حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی شہادت کی پیشنگوئی زبان نبویؐ سے: ایک دن نبی کریم ﷺ مکہ کی پہاڑی ''ثبیر'' پر کھڑے تھے' آپ ﷺ کیساتھ حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی تھے' اس دوران وہ پہاڑی خوشی سے ہلنے لگی اور ہلنے کی وجہ سے پہاڑی پر پتھر نیچے گرنے لگے' تو آپ ﷺ نے پہاڑی پر ٹھوکر ماری اور فرمایا: اسکن ثبیر فانما علیک نبی و صدیق و شھیدان ''اے ثبیر ٹھہر جا! حرکت مت کر اس وقت تیرے اوپر ایک نبی' ایک صدیق' اور دو شہید ہیں۔'' بخاری شریف میں حضرت انسؓ کی ایک روایت جبل احد کے حوالے سے بھی اسی طرح نقل کی گئی ہے۔ گویا آپ ﷺ نے پیشنگوئی فرمائی کہ میرے اور ابوبکر صدیقؓ کے علاوہ باقی دو صحابہؓ یعنی حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کو شہادت حقیقی حاصل ہوگی اور ایسا ہی ہوا' حضرت عمرؓ قاتلانہ حملے میں زخمی ہوکر شہید ہوئے اور حضرت عثمانؓ نے باغیوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمائی۔

مرض وفات میں رسول اللہ ﷺ کا حضرت عثمانؓ کو طلب کرنا اور صبر کی تلقین: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مرضِ وفات میں فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس میرے بعض صحابہؓ موجود ہوں۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم آپ کے لئے ابوبکر صدیقؓ کو بلائیں۔ تو

رسول اللہ ﷺ چپ رہے۔ پھر عرض کیا کہ حضرت عمرؓ کو بلائیں۔ تو آپؐ پھر بھی چپ رہے پھر عرض کیا: **الا ندعو لک عثمان قال نعم فجاء فجلاء به فجعل النبی ﷺ یکلمه و وجه عثمان یتغیر' قال قیس فحدثنی ابو سهلة مولیٰ عثمان ان عثمان بن عفان قال یوم الدار ان رسول لله ﷺ عهد الی عهداً فانا صائر الیه** ''کیا حضرت عثمانؓ کو بلائیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں' پھر عثمانؓ آئے اور آپ ﷺ نے ان سے اکیلے میں باتیں کیں اور آپ ﷺ جب بات کرتے جاتے تو حضرت عثمانؓ کا چہرہ متغیر ہوتا جاتا۔ قیس نے کہا کہ مجھ سے ابوسھلہ نے جو حضرت عثمانؓ کے غلام تھے' کہا ہے' عثمان ابن عفان نے محاصرہ کے دن کہا کہ رسول خدا ﷺ نے مجھ سے عہد لیا ہے (صبر و تحمل کا دامن پکڑے رہنے کا) میرا وہی حال ہے اور حضرت علیؓ نے ایک روایت میں کہا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے کہا کہ میں اس پر صبر کرنے والا ہوں''

صبر و تحمل اختیار کیئے ہوئے ہوں یہ الفاظ اس حقیقت کی نشاندہی کرتے ہیں کہ اگر آپ کی وصیت نہ ہوتی اور حضرت عثمانؓ چاہتے تو طاقت کے ذریعے بلوائیوں اور مفسدوں کی سرکوبی کر سکتے تھے' جس طرح کہ بعض صحابہؓ نے بھی اُن کو مشورہ دیا تھا لیکن حضرت عثمانؓ نے اس مشورہ کو قبول نہ فرمایا' یہاں تک کہ مفسدین کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

خلافت نہ چھوڑنے کی وصیت نبویؐ: حضرت عائشہؓ سے ایک روایت ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عثمانؓ! اگر اللہ تعالیٰ تم کو اس امر یعنی خلافت کا کسی دن متولی کردے اور منافق چاہے کہ تمہارا کرتہ (خلافت) اتار لے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو پہنایا ہے تو تم اس کو نہ اتارنا۔ حضور ﷺ نے یہ الفاظ تین مرتبہ فرمائے۔''

جو عثمانؓ سے بغض رکھے اللہ اور رسول ﷺ بھی اس سے بغض رکھتے ہیں:

ترمذی شریف میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے' کہ نبی کریم ﷺ ایک شخص کے جنازے پر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی۔ جب صحابہ کرامؓ نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **انه کان یبغض عثمان فابغضه الله عز و جل** ''یہ شخص عثمان سے بغض رکھتا تھا اس لئے اللہ عز و جل بھی اس کو مبغوض رکھتے ہیں''

دورِ فتن میں حضرت عثمانؓ کے برحق ہونے کا اعلان نبویؐ: ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ مستقبل میں پیش آنے والے فتنوں کا بیان فرمارہے تھے کہ اس دوران حضرت عثمان غنیؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: **هذا یومئذ علی الهدیٰ** ''یہ شخص ان فتنوں کے دوران ہدایت پر ہوگا۔''

بحری فوج کا قیام اور فتوحاتِ عثمانیؓ: آپؓ کے دور خلافت میں بحری فوج کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس کی بدولت نہ صرف مسلمانوں کی عسکری قوت میں بے پناہ اضافہ ہوا' بلکہ اسلامی فتوحات کا سلسلہ بھی دراز ہوتا گیا۔ آپؓ کے دور خلافت میں رے' روم' صابور' جرجان' داربجرٔ افریقہ' اندلس' قبرص' جور' خراسان' نیشاپور' طوس' سرخس' مرو' بیہق' اسکندریہ' اصطخر' طبرستان' نسا' ابرشہر' کرمان' زرنج' جوزجان' فاریاب' طالقان' بلخ' خوارزم' بازغیس' حلوان' اصبہان'

مرو رد ذ بیورو حمران، قہستان، آرمینیہ، حصن المرأۃ، ہرات، مکران اور جزیرہ مالٹا فتح ہوئے۔

عظیم عالمی طاقت کسریٰ کا نیست و نابود ہونا: کسریٰ جو کہ اُس زمانے کے دو عالمی سپر طاقتوں میں سے ایک کا سربراہ تھا۔ آپؓ کے زمانہ خلافت میں ۳۱ھ کو نہایت ذلت کیساتھ قتل ہوا اور اس طرح رسول اقدس ﷺ کی یہ پیشنگوئی پوری ہوئی: اذا هلک کسریٰ فلا کسریٰ بعده ''اس کسریٰ کی ہلاکت کے بعد کوئی دوسرا کسریٰ نہیں ہوگا''

اختلاف قرات اور امت کو ایک قرات پر متفق کرنے کا عظیم کارنامہ: حضرت عثمانؓ کے عہد میں اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا۔ مختلف ممالک اور علاقے اسلامی سلطنت میں شامل ہوئے۔ عربوں کے علاوہ عجمیوں نے بھی اسلام قبول کیا۔ عرب اور عجم مسلموں میں قرآن کے پڑھنے میں (قراۃ قرآن) اختلافات کا ظہور ہوا۔ اور یہ اختلاف اس حد تک آگے گیا کہ ہر ایک اپنے تلفظ کی صحت پر اصرار کرنے لگا۔

حضرت عثمانؓ کے سامنے یہ مسئلہ پیش ہوا تو آپؓ نے اُس نسخے کی نقلیں تیار کرنے کا حکم دیا جو عہد صدیقیؓ میں تیار ہوا تھا۔ یہ نسخہ ام المومنین حضرت حفصہؓ کے پاس موجود تھا۔ یہ نسخہ قریش کی لغت کے مطابق لکھوایا گیا تھا۔ اسی نسخے کو مختلف صوبوں کے پایہ تخت اور چھاؤنیوں میں بھیج کر حضرت عثمانؓ نے فرمان جاری کیا کہ انفرادی تلفظ کے لحاظ سے لکھے ہوئے نسخے حکومت کے پاس جمع کئے جائیں اور اسکی جگہ لغتِ قریش کے موافق لکھے گئے مصحف کو رائج کیا جائے۔ اس طرح حضرت عثمانؓ نے پوری امت کو ایک ہی مصحف پر جمع کیا جس میں کتابت کی حد تک قریش کے لب ولہجہ کی پابندی کی گئی۔ اور اس طرح مسلمانوں کے درمیان اختلاف قرات کا جو جھگڑا چھڑ گیا تھا اس کا قلع قمع ہوگیا۔ اس سلسلے میں حافظ ابن کثیرؒ رقمطراز ہیں: من مناقبه الكبائر وحسناته العظيمة انه جمع الناس على قرأة واحدة ''آپ کے عظیم ترین مناقب وحسنات میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے مسلمانوں کو ایک قراءت پر جمع کیا۔''

مختصر حالاتِ زندگی: آپؓ کا تعلق قریش کی مشہور شاخ ''بنو اُمیہ'' سے تھا۔ قریش کا قومی جھنڈا ''عقاب'' اسی خاندان کے پاس ہوتا تھا۔ آپ کے پردادا قریش کے ممتاز سردار اور رئیس تھے۔ پیدائش عام الفیل کے چھ برس بعد ۵۷۶ء میں مکہ میں ہوئی۔ ابوعبداللہ اور ابوعمرو آپ کی دو مشہور کنیتیں ہیں۔ حضرت رقیہؓ کے بطن مبارک سے آپ کا بیٹا عبداللہ پیدا ہوا تھا۔ اسی سے آپ کی کنیت ابوعبداللہ پڑ گئی۔ آپؓ کے القاب ذوالنورین، غنی اور شہید مظلوم ہیں۔ آپؓ ان لوگوں میں شامل ہیں جنہوں نے اہل عرب کی عادت کے خلاف زمانہ جاہلیت میں لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تھا۔ جاہلیت کے دور میں شراب، جوا اور اس قسم کی دیگر خرابیوں اور برائیوں سے آپ بالکل پاک وصاف رہے۔ جوان ہوئے تو کپڑے کی تجارت اختیار کی۔ صداقت، دیانت اور راست بازی کے اوصاف اختیار کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑی برکت دی۔ اور خوب کمایا پھر راہ خدا میں خوب لٹایا۔ آپ کے جود وکرم اور حسن اخلاق کی وجہ سے قریش میں آپ کو عزت ومحبت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ کہتے ہیں کہ عورتیں جب اپنے بچوں کو لوری دیتی تھیں تو

کہتی تھیں:

احب والرحمن ... حب قریش عثمان ''خدا کی قسم میں تجھ سے ایسی محبت کرتی ہوں جیسی قریش عثمان سے کرتے ہیں'' حضرت عثمانؓ کی عمر چونتیس سال تھی جب مکہ میں توحید کی صدا بلند ہوئی۔

والسابقون الاولون کے زمرہ محمودہ میں آپ شامل ہیں۔ آپؓ سے پہلے چار افراد نے اسلام قبول کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ۔ حضرت علیؓ۔ حضرت زید بن حارثہؓ۔ آپؓ اسلام میں داخل ہونے والے پانچویں فرد تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے حلقہ احباب میں تبلیغ و اشاعت کا سلسلہ شروع کیا تو حضرت عثمانؓ ان کی تحریک پر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے آپ کو دامادی کے شرف سے نوازا۔ دیگر صحابہؓ کی طرح اسلام لانے پر آپ کو بھی ہدف تعذیب و عقوبت اور نشانہ جور و جفا بننا پڑا۔ آپ کے چچا حکم بن ابی العاص رسی سے آپ کو باندھ کر کہتا کہ جب تک اس دین کو نہ چھوڑ دے میں نہیں چھوڑوں گا۔ لیکن حضرت عثمانؓ کہتے:

واللہ لا ادعۃ ابداً و لا افارقہ '' خدا کی قسم میں کبھی اس دین کو نہیں چھوڑوں گا''

جہاد بالمال میں حضرت عثمانؓ اپنی نظیر آپ ہیں اور جہاد بالنفس میں آپؓ کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ جانثاری اور قربانی کے ہر موقع پر آپ پیش پیش نظر آتے رہے۔ غزوہ بدر کے سوا آپ تمام غزوات میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے۔

سخاوت عثمانؓ: ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں سخت قحط پڑا۔ مدینہ منورہ میں قحط کی وجہ سے شور مچ گیا۔ ان حالات میں حضرت عثمانؓ کے ایک ہزار اونٹ غلّے سے لدے ہوئے مدینہ منورہ پہنچے۔ مدینہ منورہ کے تاجر حضرت عثمانؓ کے پاس پہنچے۔ بڑے بڑے تاجروں نے زیادہ منافع اور یکمشت رقم دے کر خریدنے کا اظہار کیا۔ حضرت عثمانؓ نے پوچھا کہ ''تم لوگ مجھے اس پر کتنا منافع دو گے'' تاجروں نے انتہائی بولی لگاتے ہوئے کہا کہ ''ہم پچاس فیصد نفع دینے کو تیار ہیں۔'' حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ ''مجھے اس سے زیادہ مل رہا ہے۔'' تاجر حیران ہوئے کہ آخر وہ کون ہے؟ جو اس سے بھی بڑھ کر نفع دینے کو تیار ہے؟ حضرت عثمانؓ نے کہا کہ ''مجھے ایک کے بدلے میں دس روپیہ قیمت مل رہی ہے۔ کیا تم اس سے زیادہ دے سکتے ہو'' من جاء باالحسنۃ فلہ عشر امثالھا کی طرف اشارہ تھا۔ تاجروں نے انکار کر دیا۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا: ''اچھا سنو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے یہ سب غلّہ اللہ کی راہ میں مدینہ منورہ کے فقیروں اور محتاجوں کو دے دیا''

اوصاف حمیدہ: حضرت عمرؓ کی تدفین کے تین دن بعد محرم ۲۴ھ کو اجماع صحابہ سے آپؓ خلیفہ منتخب ہوئے۔ آپؓ کی مدت خلافت بارہ برس پر محیط ہے۔ آپؓ کے زمانہ خلافت میں مسجد نبوی کی تعمیر جدید و توسیع کی گئی۔ آپؓ کو حضور اقدس ﷺ نے دنیا میں جنت کی بشارت دی۔ حضرت عثمانؓ کو موت' قبر اور عاقبت کا خیال ہمیشہ دامن گیر رہتا تھا۔ قبرستان سے جب کبھی گزرتے تو اس قدر روتے کے داڑھی تر ہو جاتی۔ لوگ آپ سے پوچھتے کہ جنت و دوزخ کے

تذکروں سے آپ پر اس قدر رقت طاری نہیں ہوتی جس قدر قبرستان میں آ کر ہوتی ہے۔ تو آپؓ فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے۔ اگر یہاں کامیاب ہوگئے تو تمام منزلیں آسان ہیں اور اگر یہاں پکڑے گئے تو تمام مراحل دشوار ہوں گے۔ خوف خدا' اتباع سنت' زہد وتقویٰ' انکسار وتواضع' شرم وحیا' اطاعت وانقیاد' جود وسخا' صلہ رحمی' صبر وشکر کے عظیم اوصاف سے آپ مالا مال تھے۔

مظلومانہ شہادت اور پس منظر: عبداللہ ابن سبا جو صنعاء کا ایک شاطر یہودی تھا نے حضرت عثمانؓ کے دور خلافت کے آخری حصہ میں مسلمانوں کی وحدت کو توڑنے کی غرض سے ایک خفیہ پارٹی ''سبائی'' قائم کی اور اس مقصد کے لئے تمام صوبہ جات کا دورہ کر کے موزوں ترین آدمیوں کو اپنے ساتھ ملایا۔ اور پھر ملکر حضرت عثمانؓ پر بے جا الزامات لگا کر امت کو گمراہ کرنے کی مذموم کوشش کی۔ لیکن خلیفہ وقت نے ان کے تمام الزامات کے مدلل جوابات دیئے۔ تاہم فساد نیت کی اصلاح دلائل و براہین سے نہیں ہوسکتی۔ آخر کار مفسدین' باغیوں' سبائیوں اور بلوائیوں کی اس جماعت نے جو خون عثمانؓ کے پیاسے تھے' مدینہ منورہ میں پہنچ کر حضرت عثمانؓ کے مکان کا محاصرہ کیا ان کی تعداد دو ہزار کے لگ بھگ تھی۔ چالیس روز تک اور بعض روایات کے مطابق پچاس روز تک یہ محاصرہ جاری رہا۔ شورش پسندوں نے قساوت اور بہیمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس دوران آپ پر پانی بھی بند کر رکھا تھا۔ ان سنگین حالات میں اکثر صحابہ جیسے حضرت ابوہریرہؓ حضرت زید ابن ثابتؓ حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ حضرت عبداللہ ابن سلام اور حضرات حسنین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے باغیوں کا مقابلہ کرنے کی پیشکش کی لیکن حضرت عثمان نے یہ تجویز ہر مرحلے پر رَد کی۔ اور فرمایا ''میں اپنی وجہ سے امت رسول ﷺ کا خون بہانا نہیں چاہتا۔'' آزمائش کی اس گھڑی میں آپ نے رہتی دنیا تک صبر وتحمل' حلم وثبات اور قوت برداشت کی عظیم مثال قائم کی۔ دوران محاصرہ آپ نے ایک دن اپنے دریچے سے بلوائیوں کو مخاطب کر کے فرمایا'' اے لوگو! مجھے قتل نہ کرو۔ میرے قتل سے باز آجاؤ۔ اگر تم نے مجھے قتل کر دیا پھر تم کبھی مل کر نماز نہ پڑھ سکو گے۔ اور نہ ہی باہم مل کر دشمن سے جہاد کرسکو گے۔'' ان بدبختوں کے ہاتھوں ۱۸رذی الحجہ ۳۵ھ بروز جمعہ بعد از عصر قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے آپ نے شہادت پائی۔ خونِ عثمانی کے قطرے قرآن پاک کی جس آیات پر گرے وہ یہ تھیں: **فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم** ''ان کے مقابلے میں خدا تمہارے لئے کافی ہے۔ اور وہی صاحب علم اور سننے والا ہے۔'' اس وقت عمر ۸۲ برس سے متجاوز تھی۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت جبیر بن مطعمؓ اور ایک قول کے مطابق حضرت زبیرؓ نے پڑھائی۔

مرویات عثمانؓ: ذخیرہ احادیث میں آپ کی روایت کردہ احادیث کی تعداد ایک سو چھیالیس ہیں جن میں تین متفق علیہ ہیں۔ آٹھ پر امام بخاریؒ اور پانچ پر امام مسلمؒ نے انفراد کیا ہے۔